34293- عرفات جاتے ہوئے اور عرفات میں سرزد ہونے والی غلطیاں

سوال

یوم عرفہ میں بعض حجاج کرام سے سرزد ہونے والی غلطیاں کونسی ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زوال شمس (یہ ظہر کا اول وقت ہوتا ہے) تک نمرہ (میدان عرفات سے قبل ایک جگہ کا نام ہے) میں ہی ٹھرے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور وادی عرنہ (یہ میدان عرفات اور نمرہ کے درمیان ایک وادی ہے) کے درمیان میں پڑاؤ فرمایا اور وہاں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت جمع تقدیم کرکے ادا فرمائی ، اور پھر آپ سوار ہو کر اپنے وقوف کرنے کی جگہ پر آئے اور وقوف کیا اور فرمایا :

(میں نے اس جگہ وقوف کیا ہے اور میدان عرفات پورا ہی وقوف کرنے کی جگہ ہے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غروب شمس تک قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ تعالی کا ذکر اور دعائیں کرتے رہے ، اور جب سورج کی ٹکیہ غائب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ روانہ ہوئے ۔

میدان عرفات میں بعض حجاج کرام سے مندرجہ ذیل غلطیاں سرزد ہوتی ہیں :

اول :

آپ کے قریب سے حجاج کرام گزریں تو آپ انہیں تلبیہ کہتے ہوئے نہیں سنیں گے اور نہ ہی وہ منی سے عرفات جاتے ہوئے بلند آواز سے تلبیہ ہی کہتے ہیں ، حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو عید کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے ۔

دوم :

عظیم اور خطرناک غلطیوں میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ بعض حجاج کرام میدان عرفات کی حدود سے باہر ہی وقوف کرتے ہیں اور غروب شمس تک وہ اپنی اس پڑاؤ والی جگہ پر ہی رہتے ہیں ، اور پھر وہیں سے مزدلفہ روانہ ہو جاتے ہیں ، اور جو لوگ بھی یہاں وقوف کریں (یعنی میدان عرفات کی حدود سے باہر) ان کا حج ہی نہیں ہوتا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(عرفہ ہی حج ہے) سنن ترمذي حدیث نمبر (889) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے ارواء الغلیل (1064) میں صحیح قرار دیا ہے ۔

لھذا جو کوئی بھی میدان عرفات کی حدود میں وقت محددہ کے اندر وقوف نہیں کرتا اس کا مندرجہ بالا حدیث کی بنا پر حج صحیح نہیں ، اور یہ بہت ہی معاملہ خطرناک ہے ۔

اور میدان عرفات کی حدود کی علامات بڑی واضح طور پر بنائی گئی ہیں اور بڑے جلی حروف کے ساتھ بورڈوں پر عرفات کی حدود کی وضاحت کی گئی ہے جو صرف اور صرف سستی اور کاہلی کرنے والے شخص پر ہی مخفی ہو سکتی ہیں اس کے علاوہ کسی اور سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں ، لھذا ہر حاجی پر واجب ہے کہ وہ ان حدود کو بڑی کوشش سے تلاش کرے تا کہ اسے میدان عرفات کی حدود کا علم ہو اور اسے یہ علم ہو سکے کہ اس کا وقوف بھی میدان عرفات میں ہو نہ کہ عرفات سے باہر ۔

اور کاش کہ اگر حج کے ذمہ داران لوگوں کے لیے کسی ایسے وسیلہ کے ذریعہ مختلف زبانوں میں اس کا اعلان کریں جو سب حجاج کرام تک پہنچے اور وہ معلمین سے یہ عھد لیں کہ وہ حجاج کرام کو وہ اس سے بچنے کا کہیں گے تا کہ لوگ اپنے معاملہ میں بصیرت پر ہوں اور اپنا حج بھی صحیح طریقہ سے ادا کر لیں جس سے وہ بری الذمہ ہو سکیں ۔

سوم :

دن کے آخری حصہ میں جب لوگ دعا میں مشغول ہوتے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ حجاج کرام اس پہاڑ (جبل رحمت) کی طرف رخ کئے ہوئے ہونگے جس کے قریب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا ، حالانکہ قبلہ تو ان کے دائیں بائیں یا پچھلی جانب ہوتا ہے لیکن وہ اپنا رخ پہاڑ کی جانب کیے ہوتے ہیں ، یہ بھی جہالت اور غلط ہے ۔

کیونکہ عرفہ کے دن میدان عرفات میں دعا کرنے کا مشروع طریقہ تو یہ ہے کہ انسان قبلہ رخ ہونا چاہے جبل رحمت اس کے سامنے ہو یا اس کے پیچھے یا دائیں یا بائیں ہر حالت میں حاجی کو دعا مانگتے وقت قبلہ رخ ہونا چاہیے ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پہاڑ کی جانب اس لیے رخ کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی پچھلی جانب وقوف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوئے تو پہاڑ سامنے آگیا ، کیونکہ جب حاجی اور قبلہ کے مابین پہاڑ ہو تو وہ ضرور اس حاجی کے سامنے ہو گا ۔

چہارم :

بعض حجاج کرام یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موقف والی جگہ جبل رحمت کے قریب جانا ضروری ہے ، لھذا آپ انہیں دیکھیں گے کو وہ وہاں تک پہنچنے کے لیے بہت مشقت اور صعوبتیں برداشت کرتے ہیں ، اور ہو سکتا ہے وہ پیدل ہوں اور راستے کا بھی علم نہ ہو تو وہ پانی ملے بغیر ہی بھوکے اور پیاسے وہاں گھومتے پھریں اور راستہ بھول جائیں جس سے انہیں ضرر پہنچنے کا بھی خدشہ ہوتا ہے ، یہ سب کچھ اس غلط خیال اور اعتقاد کی بنا پر ہے ، حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(میں نے اس جگہ وقوف کیا ہے ، اور سارا میدان عرفات ہی وقوف کی جگہ ہے) ۔

گویا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ : انسان کو چاہیے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف والی جگہ پر ہی وقوف کرنے کی تکلیف نہ کرے بلکہ اس کے لیے جس میں آسانی ہو اسے وہی کرنا چاہیے کیونکہ میدان عرفات سارا ہی وقوف کرنے کی جگہ ہے ۔

پنجم :

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میدان عرفات میں پائے جانے والے درختوں کی حیثیت بھی منی اور مزدلفہ کے درختوں جیسی ہے ، یعنی انسان کے لیے اس کا پتہ توڑنا اور ٹہنی وغیرہ کاٹنا جائز نہیں ہے ، کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ درخت کاٹنے کا تعلق بھی شکار کی طرح احرام کے ساتھ ہے ، اور یہ خیال اور گمان غلط ہے ، کیونکہ درخت کاٹنے کا تعلق احرام کے ساتھ نہیں بلکہ اس کا تعلق تو جگہ کے ساتھ ہے ۔

لھذا جو درخت بھی حدود حرم میں ہو اس کا احترام کرنا لازم ہے ، نہ تو وہ اکھاڑا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے کاٹا جاسکتا ہے اور پتہ وغیرہ بھی توڑنا منع ہے ، لیکن جو حرم کی حدود سے باہر ہے اس کے کاٹنے اور توڑنے یا اکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ انسان احرام کی حالت میں بھی ہو ، تو اس بنا میدان عرفات میں درخت کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ۔ ۔ ۔

(لیکن وہ درخت جو لوگوں نے لگا رکھے ہیں وہ حرم کی وجہ سے کاٹنے حرام نہیں بلکہ وہ کسی دوسرے سبب یعنی لوگوں کے حق پر زیادتی کی وجہ سے حرام ہونگے اور اسی طرح اگر وہ درخت حجاج کرام کے فائدہ کے لیے لگائے گئے ہوں تا کہ وہاں کی فضا اور ماحول بہتر ہوسکے اور حجاج کرام سورج کی تمازت سے بچ سکیں تو اس طرح اس کے کاٹنے میں حجاج کی بھی حق تلفی ہوتی ہے ۔

تو اس بنا پر میدان عرفات میں لگائے جانے والے درخت کاٹنا بھی جائز نہیں یہ نہیں کہ وہ حرم میں ہیں بلکہ اس لیے کہ انہیں کاٹنے میں عام مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے) ۔

ششم :

بعض حجاج کرام کا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا اسے کوئی خاص اہمیت اور مرتبہ حاصل ہے اس بنا پر وہ وہاں جاتے اور اس پہاڑی پر چڑھتے ہیں اور وہاں کے پتھروں سے تبرک حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ، اور وہاں کے درختوں کی شاخوں پر کپڑے باندھتے ہیں ، یہ سب کچھ بدعت ہے ، کیونکہ پہاڑ پر چڑھنا اور وہاں نماز پڑھنی اور درختوں پر کپڑے وغیرہ باندھنے مشروع نہیں ، کیونکہ یہ سب کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے ، بلکہ اس میں تو بت پرستی کی کچھ نہ کچھ بو پائی جاتی ہے ۔

اس لیے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے ساتھ مشرک اپنا اسلحہ لٹکایا کرتے تھے ، تو آپ کے ساتھ موجود لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ، اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے بھی اس طرح کا لٹکانے والا درخت مقرر کردیں ، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ اکبر ، اللہ بہت بڑا ہے ، یہ طریقے (پہلے لوگوں کے) ہیں ، یقیناً تم بھی اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلوگے ، اللہ کی قسم تم نے بھی وہی بات کی ہے جس طرح بنو اسرائیل نے موسی علیہ السلام کو کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی اسی طرح الہ مقرر کردو جس طرح ان کے کئی ایک الہ ہیں ۔

سنن ترمذی حدیث نمبر (2180) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح السنۃ ابن ابی عاصم میں اسے حسن قرار دیا ہے ۔

اور اس پہاڑ کو کوئی اہمیت اور مرتبہ حاصل نہیں بلکہ یہ بھی میدان عرفات کے دوسرے پہاڑوں جیسا ایک پہاڑ ہی ہے ، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں وقوف فرمایا ، تو اس طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف والی جگہ پر وقوف کرنا میسر ہو تو یہ مشروع ہے ، لیکن اگر میسر نہیں ہوتا تو یہ واجب نہیں کہ وہیں پر ہی ضرور جایا جائے اور وقوف کیا جائے ، اور اس وجہ سے انسان کے لائق نہیں کہ وہ وہاں جانے کا تکلف کرے ۔

ہفتم :

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انسان کو مسجد نمرہ میں امام کے ساتھ ہی ظہر اور عصر کی نماز ادا کرنا ضروری ہے ، جس کی بنا پر انہیں اس میں مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس طرح ان کے لیے حج تنگی اور حرج سا بن کر رہ جاتا ہے ، اور وہ ایک دوسرے پر تنگی کرتے اور تکلیف دیتے ہیں ۔

حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو وقوف کے بارہ میں فرما رہے ہیں : (میں نے اس جگہ وقوف کیا ہے اور میدان عرفات سارا ہی وقوف کی جگہ ہے) ۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے :

(میرے لیے ساری زمین کو پاکیزہ اور مسجد بنایا گیا ہے)

لھذا جب انسان بغیر کسی کو تکلیف دیے اور خود تکلیف اور اذیت اٹھائے اور بغیر کسی مشقت کے اپنے خیمہ میں ہی نماز ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر اور افضل اور اولی ہے ۔

ہشتم :

بعض حجاج کرام میدان عرفات سے سورج غروب ہونے سے قبل ہی نکل کر مزدلفہ روانہ ہوجاتے ہیں، جوکہ بہت بڑی غلطی ہے، اور اس میں مشرکوں سے بھی مشابھت ہوتی ہے جوسورج غروب ہونے سے قبل ہی میدان عرفات سے نکل جاتے تھے، اور پھر اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مخالفت ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو میدان عرفات سے سورج غروب ہونے اور کے بعد جب کچھ زردی بھی غائب ہوچکی تھی نکل کر مزدلفہ روانہ ہوئے تھے، جیسا کہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے ۔

تو اس بنا پر حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ سورج غروب ہونے تک میدان عرفات کی حدود میں ہی رہے کیونکہ وقوف عرفہ کا وقت غروب شمس تک ہے، توجس طرح روزے دار کے لیے سورج غروب ہونے سے قبل روزہ افطار کرنا جائز نہیں اسی طرح وقوف کرنے والے کے لیے بھی غروب شمس سے قبل میدان عرفات سے نکلنا جائز نہیں ہے ۔

نہم :

بے فائدہ وقت ضائع کرنا، آپ دیکھیں گے کہ لوگ صبح سے لیکر دن کا کچھ حصہ باقی رہنے تک باتوں میں مشغول رہتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ باتیں بعض اوقات تو لوگوں کی عزت اچھالنے اور غیبت سے بری ہوں اور نہ کی جائیں لیکن کبھی ان باتوں میں یہ سب کچھ موجود ہوتا ہے اور وہ لوگوں کی عزتوں کو اچھالتے اور ان کے گوشت کھاتے ہوئے غیبتوں میں مشغول رہتے ہیں اگر یہ دوسری قسم کی باتیں ہوں توانھوں نے دو ممنوعات کا ارتکاب کیا ہے :

پہلی تو یہ ہے کہ : لوگوں کا گوشت کھانا اور غیبت کرنا، اور یہ بہت ہی خلل والا کام ہے حتی کہ یہ احرام میں بھی مخل ہوتا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{لھذا جو کوئی بھی ان مہینوں میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے، اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے}. ۔

دوسری ممنوعہ چیز وقت کا ضیاع ہے ۔

لیکن اگر بات چیت کسی حرام چیز پر مشتمل نہ بھی ہو تو پھر بھی اس میں وقت کا ضیاع ہے، لیکن اس میں کوئی حرج نہیں کہ انسان زوال سے قبل کسی حرام بات چیت کے علاوہ میں وقت گزار لے، لیکن زوال اور ظہر اور عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد اولی اور بہتر وافضل یہ ہے کہ دعا اور اللہ تعالی کے ذکر واذکار اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہ کر وقت گزارا جائے، اور اسی طرح اگر قرآن مجید کی تلاوت اور ذکرواذکار سے اکتاہٹ پیدا ہوجائے تو دوست واحباب کے ساتھ شرعی علوم ومسائل میں بات چیت کرنے میں کوئی حرج نہیں، جس سے انہیں خوشی وسرور حاصل ہو اور اللہ تعالی کی رحمت اور امید کا دروازہ کھلیں ۔

لیکن اسے دن کے آخری حصہ کو موقع غنیمت جانتے ہوئے قرآن مجید اور صحیح احادیث نبویہ میں پائی جانے والی دعائیں کثرت سے کرنی چاہییں اور اللہ تعالی کے فضل ورحمت کی امید کرتے ہوئے گڑگڑا کر عاجزی وانکساری سے دعا میں مشغول رہے، کیونکہ سب سے بہتر اور افضل دعائیں وہی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور اس وقت میں کی گئی دعائیں زیادہ قبول ہونے کی امید ہے ۔ انتھی .